مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی

خطبۂ جلسۂ تقسیم اسناد

از

مہمانِ خصوصی

پروفیسر سکھ دیو تھوراٹ

عزت مآب صدر نشین یونیورسٹی گرانٹس کمیشن

تیسرا جلسۂ تقسیم اسناد

ہفتہ، 21 فروری 2009ء

خطبۂ جلسۂ تقسیمِ اسناد

پروفیسر سکھ دیو تھورات

صدرنشین یونیورسٹی گرانٹس کمیشن

تیسرا جلسۂ تقسیم اسناد

21 فروری 2009ء‘ 10.30 بجے‘ بمقام کنونشن سنٹر‘ ہوٹل میریٹ‘ حیدرآباد

محترمہ ڈاکٹر سیدہ سیدین حمید صاحبہ‘ عزت مآب چانسلر‘ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی اور رکن منصوبہ بندی کمیشن‘ پروفیسر اے ایم پٹھان وائس چانسلر مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد، ڈاکٹر عابد حسین سابق سفیر ہند برائے ریاست ہائے متحدہ امریکہ، معروف اردو مصنفہ محترمہ جیلانی بانو، معروف اردو مصنف پروفیسر گوپی چند نارنگ، فلمی دنیا کے مشہور فنکار شری دلیپ کمار، مجلس عاملہ ومجلس تعلیمی کے ارکان، اساتذہ، معزز مہمانان، ذرائع ابلاغ کے نمائندے، عزیز طلبا، خواتین وحضرات۔

یہ امر میرے لئے باعث فخر ہے کہ میں مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد کے تیسرے جلسہ تقسیم اسناد سے خطاب کر رہا ہوں۔ یہ موقع اس لحاظ سے اور بھی اہمیت کا حامل ہے کہ جامعہ ہذا چار اہم شخصیات ڈاکٹر عابد حسین، محترمہ جیلانی بانو، پروفیسر گوپی چند نارنگ اور جناب دلیپ کمار کو ڈی لٹ کی اعزازی ڈگری عطا کر رہی ہے۔ جنھوں نے اپنے اپنے شعبوں میں بین الاقوامی سطح پر انتہائی اہم کارنامے انجام دیئے ہیں۔

میں اس موقع پر طلبا کو بھی اپنے اپنے تعلیمی کورسس کی کامیاب تکمیل اور امتیازی کامیابی و ڈگری کے

حصول پر مبارکباد دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ حکومت نے گیارہویں منصوبے کے دوران اعلیٰ تعلیم کے سلسلے کی حکمت عملی اور طریقہ کار کو قطعیت دیدی ہے اور ضروری مالیہ مختص کر کے اس کے نفاذ کا بھی آغاز کر دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس موقع پر گیارہویں منصوبے کے اہم امور اور حکومت کی جانب سے طے کردہ حکمت عملی، طریقہ کار اور لائحہ عمل کو آپ کے سامنے پیش کروں۔

ادارہ جاتی گنجائش میں اضافہ

میں چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے ملک میں اعلیٰ تعلیم کے اضافہ کا تجزیہ پیش کیا جائے۔ اعلیٰ تعلیم کی سطح کا اندازہ ملک میں اعلیٰ تعلیم کے نظام کی ادارہ جاتی گنجائش سے کیا جاتا ہے۔ اور اعلیٰ تعلیم کے نظام کی گنجائش کے تعین کے لئے تین اہم پیمانوں کو دیکھا جاتا ہے۔ یہ تین پیمانے ہیں، تعلیمی اداروں۔ یونیورسٹیوں اور کالجوں کی تعداد، اساتذہ کی تعداد اور طلبا کی تعداد۔

آزادی کے بعد سے ادارہ جاتی لحاظ سے ہندوستان میں اعلیٰ تعلیم گئی گنا بڑھ چکی ہے۔ 1950 سے 2008 ء کے دوران یونیورسٹیوں کی تعداد 20 سے بڑھ کر 431، کالجوں کی تعداد 500 سے بڑھ کر 20,677 اور اساتذہ کی تعداد 15000 سے بڑھ کر 5.05 لاکھ ہو چکی ہے۔ اسی طرح طلبہ کا داخلہ بھی محض ایک لاکھ سے بڑھ کر اب 116.12 لاکھ ہو چکا ہے۔

اعلیٰ تعلیم تک رسائی

مجموعی شرح داخلہ

یونیورسٹیوں /کالجوں اور اساتذہ کی تعداد میں اضافہ کے ذریعہ ادارہ جاتی گنجائش کی وسعت نے طلبا کو ہائر سکنڈری اسکول سے آگے کی تعلیم کے لئے وسیع مواقع فراہم کئے ہیں۔

اعلیٰ تعلیم کے لئے رسائی کی پیمائش مجموعی شرح داخلہ (Gross Enrolment Rate) کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ مجموعی شرح داخلہ سے مراد 18 سے 23 سال کی عمر کی کل تعداد کے مقابلے میں اعلیٰ تعلیمی اداروں میں داخلہ لینے والوں کی تعداد کا تناسب ہے۔ عام طور پر مجموعی شرح داخلہ کا تخمینہ ان اعداد وشمار کی بنیاد پر کیا جاتا ہے جو وزارت فروغ انسانی وسائل یا یونیورسٹی گرانٹس کمیشن تعلیمی اداروں سے حاصل کرتی ہے۔ لیکن اس بار پہلی مرتبہ قومی نمونہ سروے (National Sample Survey) کے اعداد وشمار اور مردم شماری کے اعداد وشمار کی بنیاد پر بھی مجموعی شرح داخلہ کا تخمینہ کیا گیا ہے۔ SES کے اعداد وشمار کے مطابق مجموعی شرح داخلہ کی صورت میں اعلیٰ تعلیم تک رسائی 1950/51ء میں 0.7%، 1960-61 میں 1.4% سے بڑھ کر 2006-07 میں تقریباً 11 فی صد ہوگئی ہے۔

قومی نمونہ سروے (NSS) کے اعداد وشمار کی بنیاد پر مجموعی شرح داخلہ کا جو تخمینہ کیا گیا ہے اس کے مطابق یہ شرح اور اونچی یعنی 12.59% ہے (10.84% گریجویٹ اور 1.75% ڈپلومہ)۔ مردم شماری کے اعداد وشمار کی بنیاد پر حاصل شدہ مجموعی شرح داخلہ اور بھی اونچی یعنی 13.6% ہے۔

اس بار SES، قومی نمونہ سروے اور مردم شماری کے اعداد وشمار کے مطالعہ سے شرح داخلہ میں واضح تفاوت سامنے آیا۔ قومی نمونہ سروے (NSS) نے مکانات کا سروے کیا اور اس میں تمام سرکاری و خانگی اداروں کے ساتھ ساتھ فاصلاتی تعلیم حاصل کرنے والوں اور سرٹیفیکیٹ و ڈپلوما کے حامل افراد کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ جب کہ SES میں عام طور پر سرکاری یا خانگی امدادی اداروں میں گریجویشن یا اس سے آگے کی تعلیم حاصل کرنے والوں کو شامل کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ SES میں ریاست اور یونیورسٹیوں کی جانب سے رپورٹ بھی کم دستیاب ہوتی ہے۔ ان دو ذرائع میں تقریباً 2% کا فرق ہے۔ مردم شماری کا سروے بھی مکانات کی بنیاد پر ہے اور اس میں بھی تمام ادارے شامل ہیں۔ مردم شماری کے اعداد وشمار میں بھی گریجویٹ اور اعلیٰ تعلیم یافتگان کے علاوہ سرٹی فیکیٹ و ڈپلوما یافتگان کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

شرح داخلہ میں بین علاقائی تفاوت

2006-07 میں کل ہند سطح پر مجموعی شرح داخلہ 11% ہے لیکن مختلف ریاستوں اور اضلاع کی سطح پر اس میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔ اس باب میں کیے گئے مطالعہ سے شرح داخلہ کا علاقائی فرق سامنے آیا ہے۔

2004-05 کے لئے قومی نمونہ سروے (NSS روزگار و بے روزگاری سروے ، 61واں مرحلہ، 2004-05) کی بنیاد پر روی شاستری اور امریش دوبے کی جانب سے کئے گئے خصوصی مطالعہ سے حاصل شدہ اعداد وشمار سے ریاستوں کے درمیان اس تفاوت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کے مطابق کل ہند اوسط 11% کے بالمقابل اروناچل پردیش، بہار، مدھیہ پردیش، میگھالیہ، میزورم، سکم، تریپورہ اور جھارکھنڈ کی شرح داخلہ کا اوسط کم ہے۔

ایسے اضلاع کی تعداد بہت زیادہ ہے جہاں کی مجموعی شرح داخلہ کم ہے۔ یہاں اس بات کا تذکرہ ضروری ہے کہ دسویں منصوبے میں تعلیمی اعتبار سے پسماندہ اضلاع کا تعین شرح خواندگی کی بنیاد پر کیا گیا تھا۔ یہ بات محسوس کی گئی کہ اعلیٰ تعلیم میں پسماندہ اضلاع کے تعین کے لئے شرح خواندگی کے بجائے مجموعی شرح داخلہ زیادہ بہتر پیمانہ ہوگا۔ اس لئے تعلیمی اعتبار سے پسماندہ اضلاع کا تعین مجموعی شرح داخلہ کی بنیاد پر کیا گیا۔ 2001ء کی مردم شماری کے اعداد وشمار کی بنیاد پر ایس سنہا نے جو تخمینہ لگایا ہے اس کے مطابق ہندوستان کے 584 اضلاع میں 373 اضلاع کی مجموعی شرح داخلہ قومی اوسط سے کم ہے۔ کل تعلیمی پسماندہ اضلاع کے تقریباً 3% اضلاع ایسے ہیں جن کی مجموعی شرح داخلہ 3% سے کم ہے، 21% اضلاع ایسے ہیں جن کی مجموعی شرح داخلہ 3% سے 6% فیصد کے درمیان ہے۔ 38% اضلاع وہ ہیں جن کی شرح داخلہ 6 اور 9 فیصد کے درمیان ہے اور باقی 37% اضلاع کی شرح داخلہ 9 اور 12 فیصد کے درمیان ہے۔

11ویں منصوبے میں تجویز کردہ شرح داخلہ میں توسیع سے متعلق امور اور حکمت عملی

11ویں منصوبے میں اعلیٰ تعلیم میں کم شرح داخلہ اور علاقائی عدم توازن کے دوہرے مسئلہ کو تسلیم کیا

گیا ہے۔ یہ بات بھی تسلیم کی گئی کہ ہندوستان کی مجموعی شرح داخلہ 11% عالمی اوسط 23%، ترقی کے عبوری دور میں موجود ممالک کے اوسط 36.5% اور ترقی یافتہ ممالک کے اوسط 55% سے بہت کم ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کی ترقی کے تجربہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مستحکم معاشی ترقی کے لئے اعلیٰ تعلیم میں کم از کم 20 تا 25 فیصد داخلہ ضروری ہے۔

اس حقیقت کے تحت 11 ویں منصوبے میں یہ ہدف مقرر کیا گیا کہ 12 ویں منصوبے کے اختتام تک مجموعی شرح داخلہ کو 21% کیا جائے اور 2012ء کا درمیانی ہدف 15% رکھا گیا۔

اس کے علاوہ منصوبے میں اس بات کو بھی تسلیم کیا گیا کہ یہ اضافی داخلے لازمی طور پر ان علاقوں سے ہوں جہاں شرح داخلہ نسبتاً کم ہے۔ اس طرح شرح داخلہ میں گیارہویں منصوبے کے اختتام تک 15% اور بارہویں منصوبے کے اختتام تک 21% اضافہ کی مجموعی حکمت عملی کا ایک حصہ علاقائی عدم توازن میں کمی بھی ہے۔

15% کے ہدف کی تکمیل کے لئے سالانہ داخلہ کی شرح میں بہت زیادہ اضافہ ضروری ہے۔ دوراسوامی نے 11 ویں منصوبے کے اختتام تک 15% مجموعی شرح داخلہ کے ہدف کے حصول کے لئے مطلوبہ سالانہ اضافہ کا تخمینہ تیار کیا ہے۔ اس تخمینے کے مطابق 15% کا ہدف حاصل کرنے کے لئے کل داخلوں میں سالانہ اضافہ کی شرح 8.9% ہونی چاہئے (جبکہ 10 ویں سالانہ منصوبے میں یہ صرف 4.5% تھی)۔ یعنی 2012ء کے اختتام تک داخلوں میں نقد اضافہ کی کل تعداد 70 لاکھ ہونی چاہئے۔

اس طرح 15% کے ہدف کا مطلب یہ ہے کہ 07-2006 کے داخلوں کی تعداد 1.4 کروڑ سے بڑھ کر 2012ء کے خاتمے تک 2.1 کروڑ ہو جائیں اور 70 لاکھ کا نقد اضافہ ہو۔ جیسا کہ اوپر بتایا گیا سالانہ اضافہ کی شرح کے اعتبار سے یہ اضافہ ہر سال 8.9 فیصد کی بنیاد پر ہونا چاہئے۔

10 ویں سالانہ منصوبے کے دوران یہ تخمینہ لگایا گیا تھا کہ یہ داخلے جو 03-2002 کے دوران 95 لاکھ تھے 07-2006 تک بڑھ کر 1.4 کروڑ ہو جائیں گے۔ یعنی 4.5% فی صد سالانہ کی شرح سے ہر سال

45 لاکھ اضافی داخلے ہوں گے۔ 11ویں منصوبے کے دوران 70 لاکھ کے نقد اضافہ کے لئے اعلیٰ تعلیم کے شعبہ میں ادارہ جاتی گنجائش کو بڑے پیمانے پر وسیع کیا جائے گا۔

اس بات کو تسلیم کرنا چاہیے کہ 5 فیصد نقد اضافہ کا ہدف یقیناً ایک پر عزم ہدف ہے۔ کیوں کہ پچھلے 50 سال کے دوران ہم مجموعی شرح داخلہ میں 10 فیصد تک ہی اضافہ کر پائے ہیں (1950ء میں یہ شرح ایک فیصد تھی جو 07-2006 تک بڑھ کر 10 فیصد ہوئی)۔ 11ویں منصوبے میں 5 فیصد اضافہ کا طے شدہ ہدف (یعنی پچھلے 55 سالوں میں حاصل شدہ شرح کا نصف) ایک باحوصلہ منصوبہ ہے۔ اور اس کے لئے تعلیمی اداروں کی گنجائش میں بھی اسی کے مماثل توسیع ضروری ہے۔

2012ء تک 15% ہدف کے حصول کے لئے 11ویں منصوبے میں ادارہ جاتی گنجائش کے اضافہ کی دورخی حکمت عملی بنائی گئی ہے۔

اس حکمت عملی کے پہلے حصے میں یونیورسٹیوں، کالجوں اور پیشہ وارانہ وتکنیکی اداروں کی تعداد میں اضافہ شامل ہے۔

حکمت عملی کے دوسرا حصہ موجودہ تعلیمی اداروں میں داخلے کی گنجائش میں اضافہ پر مرکوز ہے۔

11ویں منصوبے میں تعلیمی اداروں میں مزید اضافہ کی ضرورت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ نئے اداروں میں اضافے کے لئے 11ویں منصوبے میں درج ذیل اقدامات تجویز کئے گئے ہیں:

ا) وزیر اعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ کے اقدام کے تحت 30 نئی مرکزی یونیورسٹیوں کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ اس میں مرکزی یونیورسٹیوں میں 30 انجینئرنگ و میڈیکل کالجوں کا قیام بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ ایک قبائیلی یونیورسٹی کا قیام کا بھی منصوبہ ہے۔

ب) تکنیکی تعلیم کے شعبہ میں 8 نئے آئی آئی ٹی، 20 این آئی ٹی، 20 آئی آئی آئی ٹی، 3 آئی آئی ایس ای آر، 7 آئی آئی ایم اور 2 ایس پی اے کے قیام کا

منصوبہ ہے۔

ج) وزیر اعظم ہی کے اقدام کے تحت مرکزی تعاون اور مساوی ریاستی مالیہ کی بنیاد پر ان اضلاع میں 373 ایسے کالج قائم کیے جائیں گے جن کی مجموعی شرح داخلہ قومی شرح سے کم ہو۔

د) محروم اضلاع میں نئے پالی ٹکنیک کالجوں کا قیام، 500 نئے کمیونٹی پالی ٹکنیک اور 210 کمیونٹی کالجوں کے قیام کا منصوبہ ہے۔

حکمت عملی کا دوسرا حصہ موجودہ اداروں میں داخلوں کی گنجائش میں اضافہ ہے۔ اس منصوبے میں سرکاری و خانگی ادارے شامل ہیں اور یہ مرکزی و ریاستی یونیورسٹیوں، کالجوں اور دیگر تعلیمی اداروں کا احاطہ کرتا ہے۔ اس حکمت عملی کا ایک لازمی حصہ یہ ہے کہ مرکزی و ریاستی یونیورسٹیوں اور کالجوں کے مستقل ترقیاتی عطیات میں قابل لحاظ اضافہ کیا جائے۔

دیگر سہولتوں کے علاوہ نگران کمیٹی کی قراردادوں کے تحت داخلہ کی گنجائش میں 54 فیصد اضافہ کے لئے مرکزی یونیورسٹیوں اور دیگر مرکزی اداروں (جیسے آئی آئی ایم، آئی آئی ٹی، این آئی ٹی و میڈیکل و انجینئرنگ ادارے وغیرہ) کو خصوصی عطیات بھی فراہم کیے جائیں گے۔

کم داخلوں والے علاقوں میں فزوں تر رسائی کے ذریعہ توسیع

سدھانشو بھوشن، روی شاستری اور ایس سنہا کی جانب سے تیار کردہ تخمینے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ریاستوں اور اضلاع کے درمیان داخلوں میں تفاوت پایا جاتا ہے۔ سدھانشو بھوشن نے یہ تخمینہ لگایا ہے کہ داخلوں کی یکساں شرح کے لئے مختلف ریاستوں کارکردگی کیا ہونی چاہئے۔ اس کے تخمینے کے مطابق بڑی ریاستوں میں بہار، تریپورہ، اروناچل پردیش، آسام کی مجموعی شرح 2005ء میں 10% سے کم ہے۔ ان ریاستوں کو چاہئے کہ وہ 2012ء کے اختتام تک 10% کا ہدف حاصل کرلیں۔ راجستھان، جموں کشمیر،

مغربی بنگال، جھارکھنڈ، چھتیس گڑھ، اتر پردیش، کیرالہ، اڑیسہ، اور ہریانہ جیسی ریاستیں 2012ء تک شرح داخلہ 10 تا 15 فیصد ہونی چاہیئے۔ باقی ریاستوں کو چاہیئے کہ وہ 15 فیصد سے زائد شرح داخلہ کو حاصل کرلیں۔ ریاستوں کے لیئے داخلہ کا ہدف، اضافی داخلے، اور مجموعی شرح داخلہ ان ریاستوں کی آبادی اور مجموعی شرح داخلہ سے متعلق چند مفروضات کی بنیاد پر طے کیئے گیے ہیں۔

اس طرح گیارہویں منصوبے میں مجموعی شرح داخلہ میں پائے جانے والے علاقائی عدم توازن کو کم کرنے پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ اس پالیسی میں تعلیمی طور پر پسماندہ اضلاع، پہاڑی، سرحدی و قبائلی علاقوں، دور افتادہ مقامات، اقلیتی آبادی والے اضلاع اور دیہی علاقوں پر خصوصی توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ کم شرح داخلہ والے ان اضلاع میں موجود یونیورسٹیوں اور کالجوں کو اضافی مالی مدد فراہم کی جائے گی۔ اس خصوصی اقدام کی وجہ سے بھی موجودہ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں داخلے کی گنجائش میں اضافہ ہوسکے گا۔

شمولیت اور مساویانہ رسائی سے متعلق امور

اس سلسلے میں کیئے گیے مطالعات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اعلیٰ تعلیم میں داخلہ کی شرح اگرچہ 11 فیصد ہے لیکن اعلیٰ تعلیم تک رسائی کی سہولتوں کے اعتبار سے مختلف طبقات کے درمیان کافی واضح تفاوت پایا جاتا ہے۔ روی شریواستو اور امریش دوبے نے پہلی بار قومی نمونہ سروے کے اعداد و شمار کی بنیاد پر مختلف طبقات میں مجموعی شرح داخلہ کا تخمینہ پیش کیا ہے اور 05-2004 کے مجموعی شرح داخلہ میں مرد و خواتین، درج فہرست ذات و قبائل اور دیگر پسماندہ طبقات، مختلف مذہبی، معاشی گروہوں جیسے خود روزگار، روزینہ مزدور، مختلف آمدنی والے گروہوں، اور غریبوں اور امیروں کے درمیان پائے جانے والے تفاوت کو واضح کیا ہے۔ سرسوتی راجو نے اپنے مقالے میں مردوں و عورتوں کے درمیان پائے جانے والے تفاوت کا بڑی تفصیل سے تجزیہ پیش کیا ہے۔ ان تمام تجزیات کے ایک ساتھ مطالعہ سے ہندوستانی سماج کے مختلف طبقات میں اعلیٰ تعلیم تک رسائی کے مواقع میں پائے جانے والے تفاوت کے متعلق گہری واقفیت حاصل ہوگی۔

2004-05 (جس کے لئے NSS کے تازہ ترین اعداد وشمار دستیاب ہیں) کے لئے قومی نمونہ سروے کے اعداد وشمار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجموعی شرح داخلہ میں دیہی وشہری علاقوں کے درمیان بھی 6.73 فیصد اور 19.80 فیصد کا واضح فرق موجود ہے۔

شہری علاقوں کے GER کی شرح دیہی علاقوں کی بہ نسبت 2 درجے زیادہ ہے۔

فی الحال دیگر ذاتوں/قبائل میں GER کی شرح مایوس کن ہے۔ 2004-05 میں یہ شرح مجموعی طور پر 11 فیصد تھی۔ ان میں ایس سی کی 6.30 فیصد، ایس ٹی کی 6.33 فیصد اور او بی سی کی 8.50 تھی جو دوسروں (1454%) کے مقابل بہت کم تھی۔ اس طرح ایس سی/ ایس ٹی کا GER تین درجے کم تھا اور او بی سی کا دو درجے جو دوسروں کے مقابلے میں کسی حد تک کم تھا۔ ایس سی/ ایس ٹی اور او بی سی کا GER فی الحال گزشتہ تناسب سے تقریباً دو درجے کم تھا۔

اعلیٰ تعلیم تک رسائی کی شرح کی ایک اور شکل نمایاں ہوتی ہے جس کے مشاہدہ سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ شرح مذہبی فرقوں کے تناسب سے خاصی مختلف ہے۔ چنانچہ ایس سی ایس ٹی اور او بی سی کی اعلیٰ تعلیمی شرح اس نسبت سے بڑی مایوس کن ہے۔ مثال کے طور پر 2004-05 میں مسلمانوں کے GER کی شرح بالمقابل غیر مسلموں (7.34%) کے 6 فیصد تھی۔ اس طرح غیر از ایس سی اور جو ایس سی ایس ٹی نہیں ہیں ان کی شرح محرومی کا احساس دلاتی ہے۔ اسی طرح ایس سی سکھوں کا GER 2 فیصد تھا۔ بالمقابل ان کے جو ایس سی سکھ نہیں ہیں۔ قبائلی عیسائیوں کا GER جو غیر ایس سی/ ایس ٹی 23.29% کے مقابل 6.48 تھا۔

اس طرح یہ واضح ہو جاتا ہے کہ سبھی مذاہب سے تعلق رکھنے والے ایس سی، ایس ٹی اور او بی سی طبقہ کے لوگ بڑی کم تعداد میں اعلیٰ تعلیم تک پہنچ پاتے ہیں۔ فی الحال یا ایس سی طبقہ جن کا تعلق ہندو اور سکھ مذہب سے ہے دیگر مذاہب کی بہ نسبت زیادہ محرومی کا شکار ہیں۔ اس کے پہلو بہ پہلو مسلم او بی سی طبقہ ہندو او بی سی طبقوں کی بہ نسبت زیادہ پریشان حال ہے۔ بایں ہمہ ایس ٹی طبقہ جن کا تعلق ہندو فرقے سے ہے وہ اعلیٰ تعلیمی

مراحل میں اپنے عیسائی بھائیوں سے زیادہ مشکلات کا سامنا کرتے ہیں۔

2004-05 کے تعلیمی اندراج کی شرح مذہبی فرقوں کی محرومی کی غمازی کرتی ہے۔ ہندو مسلمان، عیسائی، سکھ اور دوسرے 11.9 ' 6.84 ' 16.68 تقریباً 12 اور 15.4 فیصد کے نشان پر تھے۔ اس طرح مسلمانوں کے اندراج کی شرح سب سے کم تھی اور اس کے بعد ہندوؤں کی تھی۔

مزید برآں صنفی امتیاز کے باعث اعلیٰ تعلیم تک رسائی کی صورت حال مایوس کن تھی۔ مثال کے طور پر عام طور پر لڑکوں کی بہ نسبت لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کی شرح کم تھی۔ لڑکوں کا جہاں تک تعلق ہے ان کی شرح 12.42% اور لڑکیوں کی 9.11% تھی۔ اس امر کی شناخت ضروری ہے کہ لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کی شرح لڑکوں کے مقابل کم ہی رہتی ہے۔ لڑکیاں جن کا تعلق نچلی ذات سے ہے اعلیٰ تعلیمی مراحل میں دوسروں سے زیادہ مشکل کا سامنا کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر 2004-05 میں مجموعی شرح 9.11 تھی۔ لڑکیوں میں GER کی شرح 4.76%' 4.43%' 6.60% اور 19.53% تھی جہاں تک ایس ٹی' ایس سی اور او بی سی اور دیگر طبقوں کی لڑکیوں کا تعلق ہے ان کا تناسب بھی اسی طرح تھا۔ اس طرح ایس ٹی / ایس سی لڑکیوں کی شرح تقریباً پانچ درجہ کم تھی اور او بی سی کی دیگر اعلیٰ طبقوں کی بہ نسبت تین درجہ کم تھی۔

جہاں تک مذہبی حلقوں کا تعلق ہے تو یہ صورتِ حال واضح ہوتی ہے کہ مسلمان لڑکیاں سب سے زیادہ مشکلات کا سامنا کرتی ہیں۔ مسلمان لڑکیوں کے GER کی شرح 5.8% تھی جو دیگر فرقوں کی لڑکیوں سے کم ہے۔ اس طرح ہندو لڑکیوں میں GER کی شرح 9.32%' سکھ لڑکیوں کی 12.7% اور عیسائی لڑکیوں کی شرح 16% تھی۔

آخر میں جو لوگ غربت کی سطح سے اوپر ہیں ان لوگوں میں جو غریب نہیں ہیں ان کے اعلیٰ تعلیمی GER کی شرح میں ذات، نسل، مذہب اور صنفی امتیاز سے قطع نظر بڑی حد تک تفاوت نظر آتا ہے۔ 12.36 فیصد غربت کی سطح سے نیچے زندگی گزارنے والے لوگوں کے مقابلے غریبوں میں GER کی شرح 2.21% تھی۔ اس طرح غریبوں میں GER کی شرح ان لوگوں کی بہ نسبت کم تھی جو غربت کی سطح سے اوپر زندگی بسر

کرر ہے ہیں۔ دیہی اور شہری علاقوں کے GER کی شرح اس طرح تھی' غریب لوگوں کی یہ شرح 1.40% 1.4 اور 4% تھی جوان گھرانوں کے GER کی شرح سے بہت کم ہے جو غربت کی سطح سے اوپر ہیں۔ یہ شرح 7.12% اور 27.15% تھی۔ جہاں تک غریب گھرانوں کا تعلق ہے تو ان کے GER کی شرح سب سے کم تھی جن میں ایس سی' ایس ٹی' او بی سی اور دیگر طبقوں کی شرح بھی شامل ہے۔ یہ شرح 1.55%' 1.89% 1.8 اور 3.58% تھی۔ دیہی علاقوں میں GER کی شرح سب سے کم تھی۔ ان میں ایس ٹی کی ذیلی سطح 1.11% تھی اور اس کے بعد ایس سی کی 1.35% اور او بی سی کی 1.13% اور دوسروں کی 1.66% تھی۔ مجموعی طور پر GER کی شرح 1.30% تھی۔

شہری علاقوں میں' غریب لوگوں کی GER کی شرح 3.86' 4.78' 5.16 اور 7 فیصد تھی جہاں تک ایس سی ایس ٹی' او بی سی اور دوسرے طبقوں کا تعلق ہے تو یہ اوسط 5.51% تھا۔

دیہی اور شہری علاقوں کے پیشہ ورانہ حلقوں میں GER کی شرح میں واضح تفاوت تھا۔ دہاڑی پر کام کرنے والے مزدور جن کے اپنے کھیت نہیں ہیں ان کے GER کی شرح 3% تھی اور جن کے کھیت ہیں ان کی شرح 1.41% تھی۔

اسی طرح شہری علاقوں میں GER کی شرح صرف 3.26% تھی۔ اس طرح شہری علاقوں میں GER کی شرح صرف 3.26% تھی۔ اس طرح دیہی اور شہری علاقوں میں وقتاً فوقتاً کام کرنے والے مزدوروں کے GER کی شرح خاص طور پر کم تھی۔

جہاں تک دہاڑی پر کام کرنے والے مزدوروں کا تعلق ہے تو دوسروں کے مقابلے میں ایس سی' ایس ٹی کی شرح کم ہے۔ مثال کے طور پر دیہی علاقوں میں ان مزدوروں کی مجموعی شرح 1.41% تھی جس کا تناسب 0.67%' 1.63' 1.16 فیصد تھا جہاں تک ایس ٹی' ایس سی اور او بی سی اور دیگر طبقوں کے مزدوروں کا تعلق ہے ان میں بھی یہی تناسب تھا۔ اسی طرح شہری علاقوں میں عارضی طور پر کام کرنے والے مزدوروں کے GER کی شرح 3.26 فیصد تھی جو مجموعی طور پر 1.5%' 2.61%' 3.34% اور

4.30% تھی اور اسی طرح ایس ٹی، ایس سی اور او بی سی کے علاوہ دیگر دہاڑی پر کام کرنے والے مزدوروں کی شرح بھی اسی نوعیت کی حامل طرح تھی۔

بالفاظ دیگر دیہی اور شہری علاقوں میں عارضی طور پر کام کرنے والے غریب مزدوروں کے اندراج کی شرح سب سے کم تھی۔ اس کے پہلو بہ پہلو ایس سی ایس ٹی اور او بی سی سے متعلق حلقوں میں GER کی شرح بہت کم تھی۔ ان لوگوں کے اندراج کی شرح 0.9%، 0.01 اور 0.93% فیصد تھی۔ اسی طرح شہری علاقوں میں عارضی طور پر کام کرنے والے مزدوروں کے اندراج کی شرح 0.66% تھی جو ایس ٹی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایس سی طبقہ کی شرح 2.61% اور 3.92% او بی سی کی تھی۔

گیارہویں پنچ سالہ منصوبہ کے مطابق اندراج کی شرح سے متعلق مختلف النوع مسائل اور عدم مساوات کی نوعیت کی شناخت کرتے ہوئے اعلیٰ تعلیم کی شرح کو بڑھانے کے لئے خاطر خواہ اقدامات کئے گئے ہیں جس کے سبب مرکز میں اعلیٰ تعلیم میں شمولیت کے رجحان کو ابھارنے کے لئے مثبت اقدامات کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ اس کا مقصد ان لوگوں تک اعلیٰ تعلیم کی رسائی کو آسان بنانا ہے جو بنیادی طور پر اس سے محروم ہیں۔ اس میں ایس سی، ایس ٹی اور او بی سی لڑکیوں بالخصوص مسلمانوں، جسمانی طور پر معذوروں، جزوی خانہ بدوشوں اور درج فہرست قبائل سے متعلق حکمت عملی کو ضابطہ تحریر میں لانا ہے۔

اعلیٰ تعلیم میں شمولیت کے لئے حکمتِ عملی

اعلیٰ تعلیم کے میدان میں شمولیت کی غرض سے گیارہویں منصوبہ کے تحت متعدد اقدامات کئے گئے ہیں۔

اس منصوبہ کی تجویز کے مطابق 373 اضلاع جہاں GER کی شرح بہت کم ہے وہاں یونیورسٹیوں اور کالجوں کو سہولت فراہم کرنا اور وزیر اعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ کے اقدامات کے تحت موجودہ حقائق کا سامنا کرتے ہوئے صوبوں کے تعاون سے ان اضلاع میں نئے کالج کھولنا مقصود ہے۔

دوسری تجویز ہے دیہی، پہاڑی، غیر آباد، قبائلی اور سرحدی علاقوں میں واقع یونیورسٹیوں اور کالجوں کو خاص امداد کی فراہمی۔ مزید برآں 90 ایسے اضلاع کی شناخت کی گئی ہے جہاں مسلمانوں کی بڑی تعداد آباد ہے۔ وہ جامعات اور کالج جہاں ایس سی/ ایس ٹی/ او بی سی اور مسلم طلبا کی کثیر تعداد ہے، اُن کے تعاون میں اضافہ کرنے کی تجویز ہے۔

منصوبہ کا ارتکاز ایسی ارتقا پذیر اسکیموں پر ہے جس میں اصلاحی کلاسوں کے ذریعہ زبان اور مسابقت میں اضافہ کیا جا سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ منصوبہ خصوصی طور پر وظیفہ عطا کرنے اور اقامت گاہیں کھولنے، خصوصاً خواتین کے لئے، پر توجہ دیتا ہے تاکہ اعلیٰ تعلیم میں ان کی رسائی کو یقینی بنایا جا سکے۔

مزید یہ کہ محروم اضلاع میں نئے پالیٹکنک کھولنا 500 نئے کمیونٹی پالیٹکنکس، 210 نئے کمیونٹی کالجز اور یو جی سی کے دیگر پروگراموں میں خارجی اسکیموں کے ذریعہ خارج شدہ سماجی گروہوں کی شمولیت پر توجہ مرکوز کیا جا سکے گا۔

ڈاکٹر منموہن سنگھ وزیر اعظم کے اقدام کے تحت 30 مرکزی جامعات کی تشکیل میں شمولیت کا غیر معمولی عنصر موجود ہے۔ اس کے لئے یہاں ایس سی ایس ٹی اور او بی سی کے لئے ممکنہ رسائی موجود ہے۔

نگراں کمیٹی اور سچر کمیٹی کی سفارشات کے نفاذ سے بھی دیگر پسماندہ طبقات اور مسلمانوں کو اعلیٰ تعلیمی اداروں تک رسائی میں تعاون حاصل ہوگا۔ اس طرح شمولیت گیارہویں منصوبہ میں جہاں فکر کا جزو لاینفک ہے وہیں عملی طور پر بھی یقینی ہے۔

شمولیت کا ایک اہم عنصر دستیابیٔ وسائل بھی ہے۔ وسائل کی دستیابی کے بغیر رسائی میں بہتری اور شمولیت میں اضافہ ممکن نہیں ہے اور شمولیت کو یقینی نہیں بنایا جا سکتا۔ اس طرح خاص اقدامات کے ذریعہ وسائل کی دستیابی کو یقینی بنایا جائے گا۔ گیارہویں منصوبہ میں یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ طلبہ کی کل تعداد کے دو فیصد کو اسکالرشپ دی جائے گی جس میں ہائر ایجوکیشن لون گارنٹی آتھورٹی کے تحت قرض کے سود میں چھوٹ شامل ہے۔ اس کے علاوہ NET میں کامیابی حاصل کرنے والے طلبا اور جنہوں نے NET نہیں کیا ہے اور

Ph.D اسکالر ہیں ان کے لئے ریسرچ فیلوشپ فراہم کی جارہی ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ گیارہویں منصوبہ کے تحت ایک اسکیم وضع کی گئی ہے جس کے تحت ایک علاحدہ سیل قائم کیا جائے گا جو ایس سی، ایس ٹی، او بی سی، لڑکیوں، اقلیتی فرقوں کے طلبا، معذوروں اور کم ذہنی صلاحیت والے طلبا کو ایک ہی دفتر کے ذریعے بھی اسکیموں سے مستفید کرے گا۔

یو جی سی نے اقلیتی فلاح و بہبود کے یونیورسٹی اور کالجوں میں متعدد اقدامات کیے ہیں۔

یو جی سی نے ایک اقلیتی سیل قائم کیا ہے جو اپنے آپ میں مکمل ہے۔ گیارہویں منصوبہ کے دوران سچر کمیٹی کی سفارشات کے مطابق اسے عملی شکل دینے کیلئے 16.15 کروڑ روپیہ کی امداد جاری کردی گئی ہے۔

یو جی سی کی اکسپرٹ کمیٹی نے گیارہویں منصوبے کے تحت مختلف تربیتی کالجز، ماڈل اسکولس، پالیٹکنکس، خواتین کے لیے منظور شدہ کالجز، نرسنگ و فارمیسی کالج اور ایک یونانی طریق علاج اور اسپتال کے قیام کے لیے مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی کو 443 کروڑ روپے کی تجویز کی منظوری کی سفارش کی ہے۔ کمیشن نے تمام جامعات کو ہدایت نامے جاری کردیے ہیں کہ وہ مختلف سلکشن کمیٹی میں اقلیتی فرقہ کے نمائندوں کو نامزد کریں۔ کمیشن نے اعلیٰ عہدوں مثلاً آئی یوسی کے صدور کی تقرری اور دیگر کمیٹیوں میں بھی اقلیتی فرقوں کو مناسب نمائندگی دی ہے۔ کمیشن نے حسب ذیل یونیورسٹیوں میں مولانا ابوالکلام آزاد چیئرس کے قیام کو منظوری دی ہے:

جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد، کشمیر یونیورسٹی سری نگر، کالی کٹ یونیورسٹی کالی کٹ، کلکتہ یونیورسٹی کولکتہ اور مرہٹواڑہ یونیورسٹی اورنگ آباد۔

تین مرکزی جامعات جامعہ ملیہ اسلامیہ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کو مرکز پیشہ ورانہ فروغ برائے اردو میڈیم اساتذہ کے قیام کے لیے فی یونیورسٹی 4.00 کروڑ روپے کی مالی امداد دی گئی ہے۔

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے سال 08-2007 میں مختص فنڈ سے حیدرآباد اور بنگلور میں پالی ٹکنیک

کورسز چلانے کی اجازت بھی دی ہے۔سال 09-2008 میں 90 کالجز کا قیام عمل میں لایا جائے گا جو اقلیتوں کی گنجان آبادی والے آٹھ شہروں / قصبوں کا احاطہ کریں گے۔طالبات کی اقامت گاہوں کے قیام کے لیے جامعات اور کالجز کو مالی امداد دی جائے گی۔جس سے ترجیحی طور پر طالبات کی اقامت گاہیں تعمیر کی جائیں گی۔یہ بنیادی طور پر ایسے علاقوں میں قائم کی جائیں گی جو اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کی بڑی تعداد آباد ہوں۔

یو جی سی درج فہرست قبائل اور ذاتوں اور اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے طلبہ کی تعلیمی پسماندگی کو دور کرنے کے لیے داخلہ امتحان کی تیاری، مسابقتی امتحانات اور تدریس کے لیے قومی اہلیتی امتحانات کی تیاری کے لیے چلائے جانے والے اسکیمات کو مزید بہتر بنا رہی ہے۔

یو جی سی سے گزارش کی گئی ہے کہ وہ ایسا لائحہ عمل تیار کرے تاکہ تمام یونیورسٹیوں کو مدرسوں کی اسنادات کو مناسب کورسز اور پروگراموں میں برائے داخلہ قبول کرنے کے لیے ہمت افزائی کی جا سکے۔جیسا کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، جامعہ ہمدرد کے ذریعے کیا گیا ہے۔

یو جی سی نے AIU کے مشورے سے ایک کمیٹی تشکیل کی ہے جو قومی سطح پر ایسے طریقہ کار وضع کرنے کا مشورہ دے گی جس سے مدرسوں کے مختلف اسنادات و ڈگریوں کی مماثلت کو تسلیم کیا جا سکے۔اس سے متعلق یو جی سی کی طرف سے دو ماہ کے اندر ایک رپورٹ متوقع ہے۔

تنوع کے اشاریہ کے لیے رہنما اصول وضع کرنے کی غرض سے پروفیسر کے چڈھا کے زیر صدارت یو جی سی نے ماہرین پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی ہے۔یہ کمیٹی مذہبی تنوع کے اشاریہ کے قابل عمل ہونے کی جانچ کرے گی تاکہ مسلمانوں کے سماجی معاشی اور تعلیمی حیثیت۔سے متعلق وزیر اعظم کی اعلیٰ سطحی کمیٹی کی سفارشات پر مبنی مالی امداد کا ایک نظام وضع کیا جا سکے۔اس کمیٹی کی ایک میٹنگ 11 اگست 2008 کو منعقد ہو چکی ہے۔

یو جی سی نے یونیورسٹیز میں مطالعہ سماجی اخراج اور پالیسی برائے شمولیت کے مراکز کے قیام کے

لیے رہنمایانہ اصول وضع کر لیے ہیں اور اس اسکیم کو 35 یونیورسٹیوں کے لیے منظوری دی جا چکی ہے اور اس کے لیے 13 یونیورسٹیوں کو سال 07-2006 کے لیے اور 22 یونیورسٹیوں کو سال 08-2007 کے لیے اب تک -/14,00,00,000 روپے اجرا کیے جا چکے ہیں۔

معیار اور مہارت کی صورت حال

تیسرا مسئلہ جو اس باب میں زیر مطالعہ ہے، وہ اعلیٰ تعلیمی نظام میں معیار سے متعلق ہے یعنی جامعات اور کالجز میں معیار اور مہارت کی کیا صورت حال ہے؟

یو جی سی نے معیارات اور مہارت کے درمیان فرق کو واضح کیا ہے اور اس کی نشاندہی کے لیے علیحدہ علیحدہ طریقہ اپنایا گیا ہے تا کہ امدادی طریقہ کار کے ذریعہ مہارت اور معیارات کا تعین کیا جا سکے اور فروغ دیا جا سکے۔ یو جی سی ان جامعات اور کالجز کو امداد فراہم کرتی ہے جو مقررہ معیار تعلیم کو کم از کم پورا کرتے ہوں۔ مہارت کی شناخت اور فروغ کے لیے یو جی سی نے ایک نظریہ وضع کیا ہے یعنی مہارت حاصل کرنے کے لائق یونیورسٹی، مہارت حاصل کرنے کے لائق کالج، مہارت حاصل کرنے کے لائق شعبہ جات / مراکز۔ اس میں خود مختار کالجز کا تصور بھی شامل ہے۔

اس کے علاوہ قومی کونسل برائے تعین قدر و منظوری مسلسل جامعات اور کالجز کے معیارات کی جانچ اور درجہ بندی میں مصروف ہے۔

معیار کی کیا صورت حال ہے؟ مارچ 2008ء تک ملک میں 20,676 کالجز تھے جن میں تقریباً 16,000 یو جی سی کے تحت آتے ہیں۔ جو کہ ملک کے جملہ کالجز کا 80% فیصد ہوتا ہے۔ یو جی سی کے تحت جملہ کالجز میں سے تقریباً 40% فیصد یعنی 5,813 کالجز یو جی سی کی امداد حاصل کرتے ہیں کیونکہ وہ یو جی سی کے مقررہ معیار کی کم از کم تکمیل کرتے ہیں۔

مہارت کی صورت حال:

مہارت کی صورتحال کیا ہے؟ فی الوقت یو جی سی نے 9 یونیورسٹیز اور 100 کالجز کو مہارت حاصل کرنے کی صلاحیت کا حامل قرار دیا ہے۔ تقریباً 250 کالجز کو خود مختار کالجز کی حیثیت سے شناخت کیا گیا ہے اور تقریباً 500 محکمہ جات/ مراکز کو مہارت کے حامل مراکز قرار دیے گئے ہیں۔

مذکورہ بالا کے علاوہ NAAC بھی جامعات اور کالجز کے معیارات کے تعین اور منظوری کے کام میں مصروف ہے۔ 2006 میں تقریباً 3,411 کالجز کو NAAC نے مسلمہ قرار دیا ہے جو یو جی سی کی امداد حاصل کرنے والے کالجز کا تقریباً 57 فیصد (یعنی 5813) ہے۔ یہ یو جی سی کے تحت آنے والے جملہ کالجز کا 24 فیصد (یعنی 16,000) ہے۔

آج کی تاریخ میں تقریباً 417 جامعات ہیں جن میں سے 140 جامعات کے معیار کا جائزہ لیتے ہوئے NAAC نے انہیں مسلمہ قرار دیا ہے۔ ان 140 جامعات میں سے 31 فیصد کو گریڈ A ' 61 فیصد کو گریڈ B اور 7 فیصد جامعات کو گریڈ C دیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں جدول 6(a)۔

یہ بات قابل توجہ ہے کہ NAAC نے اب تک 3,492 کالجز کو مسلمہ قرار دیا ہے جن میں سے 9 % کو گریڈ A ' 68% کو گریڈ B اور باقی 23 فیصد کو گریڈ C دیا ہے۔ اس طرح ان میں سے بڑی تعداد' قریب 68 فیصد نے 'B' یا C حاصل کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں جدول 6۔

یونیورسٹیوں اور کالجوں کے معیاراتِ تعلیم میں تفاوت کے کیا اسباب ہیں؟

جناب فرقان قمر اور ایس سنہا نے ان وجوہات کا تجزیہ کیا ہے جو یو جی سی کے زیر سرپرستی مطالعات کے معیار اور دیگر اداروں کے درمیان معیارات میں فرق کے لیے ذمہ دار ہیں۔

تقریباً 111 جامعات اور 3.492 کالجز کا NAAC کے تعاون سے تجزیہ کرنے پر پتہ چلا کہ ان میں مادی اور بنیادی سہولتوں کی کمی اور انسانی وسائل کے معاملے میں اساتذہ کی تعداد و معیارات میں کمی کے سبب A گریڈ اور C گریڈ جامعات اور کالجز کے درمیان معیار میں تفاوت پائی جاتی ہے۔ ملاحظہ

فرمائیں جدول 5(a) اور 5(b)۔

کم معیاری کالجز کے مقابلہ اعلیٰ معیاری کالجز میں کتب خانوں' کمپیوٹر مراکز' صحت مراکز' کھیل کود کی سہولتیں' اقامت گاہیں' مہمان خانے' امکنۂ اساتذہ' کینٹین' کامن روم' فلاحی اسکیمات' کسرت گاہیں' آڈیٹوریم' کمرۂ مذاکرات وغیرہ کی سہولتوں کا فیصد بہت زیادہ ہے۔

اس طرح اعلیٰ معیاری کالجز' تعلیمی معاملات میں اچھا مقام رکھتے ہیں۔ ان کالجز میں طلبا اور اساتذہ کی شرح' مستقل اساتذہ کی تعداد اور ڈاکٹریٹ کی سند رکھنے والے اساتذہ زیادہ ہیں۔ فی طالب علم کتابیں' فی کالج کتابوں اور جرائد' فی طالب علم کمپیوٹر وغیرہ کا کا فیصد زیادہ ہے۔ اس طرح اگر 36 فیصد کم معیاری کالجز کو معیاری کالجز کے برابر بنانا ہے تو اُن کی مادی اور تعلیمی سہولتوں میں بہتری لانی بہت ضروری ہے۔ ایسی جامعات جو گریڈ A کے حامل ہیں عام طور پر شعبہ جات کی تعداد' ڈاکٹریٹ ڈگری کے حامل اساتذہ کی تعداد' فی شعبہ اساتذہ کی تعداد' کتب خانوں میں کتابوں کی تعداد کے معاملہ میں بہتر تمثیل پیش کرتی ہیں۔

معیارات اور مہارت کے فروغ کے لئے حکمت عملی

گیارہویں منصوبے میں معیار کے مسئلہ کو محسوس کیا گیا اور معیار و مہارت کو فروغ دینے کے لیے فوری توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ منصوبے نے شناخت کی کہ اعلیٰ تعلیم میں معیار کا انحصار حسب ذیل پر ہے:

(A) مادی و بنیادی سہولیات (B) اساتذہ کی تعداد و معیار (C) کالجز اور جامعات میں تعلیمی حکمرانی۔

گیارہویں پنچ سالہ منصوبے میں کئی اقدامات کیے گئے ہیں جن میں سب سے پہلے مادی بنیادی ڈھانچہ کی سہولتوں کو بہتر بنانا' مناسب و معیاری اساتذہ کی دستیابی اور داخلوں' درس و تدریس' امتحانات اور تعلیمی نقطۂ نگاہ سے اصلاحات لانا شامل ہے۔

مادی بنیادی ڈھانچہ

مادی بنیادی ڈھانچے کی بہتری کے لئے عام ترقی کی امداد میں اضافہ کیا گیا ہے اور موجودہ

اسکیمات پر مکمل حاشیائی امداد کو شامل کیا گیا ہے جس کی وجہ سے مادی بنیادی ڈھانچے میں تقریباً پوری طرح بہتری ہوگی تاہم تعلیمی نقطہ نگاہ سے گیارہویں منصوبے میں دو اہم اسکیمات بطور تجویز پیش کیے گئے ہیں جن میں (1) A گریڈ اور C گریڈ جامعات و کالجز کے درمیان معیار تفاوت کو مندمل کرنا (2) ایسی جامعات اور کالجز جن کو UGC سے امداد نہیں مل رہی ہے انہیں امداد دینا شامل ہے۔

مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے C گریڈ جامعات اور کالجز میں متعدد ضروری مادی بنیادی ڈھانچے کی قلت ہے اس لئے Bridging Quality Gap Scheme کے تحت C گریڈ جامعات اور کالجز کے انفراسٹرکچر کو بہتر بنانے کے لئے مالی تعاون فراہم کرنے کی تجویز ہے۔

دوسرا مسئلہ ریاستی جامعات و کالجز سے متعلق ہے جنہیں فی الوقت UGC سے کوئی امداد نہیں مل رہی ہے۔ گیارہویں منصوبے میں ''غیر امدادی جامعات و کالجز کو فراہمی امداد'' کے نام سے ایک اسکیم تجویز کی گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت ایسی یونیورسٹیوں و کالجز کو جنہیں UGC سے امداد نہیں مل رہی ہے انہیں اپنے مادی و انسانی وسائل اور انفراسٹرکچر کو بہتر بنانے کے لئے یکمشت امداد دی جائے گی تا کہ وہ UGC امداد کے اہل بن جائیں۔

اصلاحِ اساتذہ

گیارہویں منصوبے نے محسوس کیا ہے کہ معیاری تعلیم کے لئے مناسب اور قابل اساتذہ کی دستیابی اولین شرط ہے اور اس نے یہ بھی محسوس کیا ہے کہ 1980 اور 1990 کے دہے میں مختلف ریاستوں نے ریاستی یونیورسٹیز اور کالجز میں اساتذہ کے تقررات پر پابندی لگادی تھی جس کی وجہ سے ہمیں اساتذہ کی دستیابی کا سنگین مسئلہ درپیش ہے۔ تقررات پر پابندی کی وجہ یونیورسٹیز اور کالجز میں عارضی اور اڈھاک طور پر اساتذہ رجوع بکار ہیں تاہم ہمارے پاس یونیورسٹیز اور کالجز میں عارضی اساتذہ کے معتبر و مکمل اعداد و شمار نہیں ہیں۔ UGC کی جانب سے اکٹھا کردہ سادہ اعداد و شمار کے مطابق تقریباً 1/3 ایک تہائی یونیورسٹی اساتذہ

اڈھاک/ عارضی/ معاہدہ کی بنیاد پر کام کررہے ہیں۔

19 صوبوں کے 140 کالجوں اور 47 جامعات سے جمع کیے گئے نمونوں کی بنیاد پر جے، کے چڈھا' سدھانشو بھوشن اور مرلی دھر پر مشتمل جائزہ کمیٹی برائے مشاہرہ جات (Pay Review Committee) کے ذریعہ کیا گیا مطالعہ تدریسی عملے سے متعلق صورت حال سامنے لاتا ہے، تمام جائیدادوں کے تعلق سے صوبائی جامعات جو منظرنامہ پیش کرتی ہیں وہ انتہائی مایوس کن ہے، خالی جائیدادوں کی مجموعی سطح 58% ہے اور لکچررس اور ریڈرس کی سطح پر یہ فیصد اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ یونیورسٹیوں کے شعبہ جات میں موجود طلبہ میں سے 90% کے لگ بھگ صوبائی جامعات میں مندرج ہیں۔ کمیٹی کا مشاہدہ ہے کہ خالی جائیدادوں کی بڑھتی ہوئی شرح یقیناً مرکزی جامعات میں بالعموم اور صوبائی جامعات میں بالخصوص درس و تحقیق کے لیے کیفیت اور کمیت دونوں کے نقطہ نظر سے نقصان دہ ہے۔ متصورہ جامعات (Deemed Universities) میں تقریباً ایک تہائی جائیدادیں ابھی بھی خالی ہیں۔

کالجوں کی بھی' گوکہ زیادہ نہیں صورت حال اسی طرح خراب ہے۔ (جدول 6 (ب))۔ کم ازکم 41% لکچررس کی اور 18% ریڈرس کی جائیدادیں منتظر تقررات ہیں۔ ان کالجوں کی صورت حال جو کہ سرکاری امداد سے محروم ہیں اور بھی بدحالی کا شکار ہے۔ ابتدائی درجے کے اساتذہ کی جائیدادیں 52% سے زیادہ اور ریڈرس کی جائیدادیں 42% تک خالی پڑی ہیں۔ سرکاری کالجوں میں ابتدائی درجے کے اساتذہ کی خالی جائیدادیں 42% ہیں جب کہ سرکاری امداد حاصل کرنے والے کالجوں میں اس سطح کے اساتذہ کی خالی جائیدادوں کا فیصد 40 ہے۔ ان کالجوں میں ریڈر کی سطح پر موصولہ اعداد و شمار کے مطابق خالی جائیدادیں بالترتیب 19% اور 16% ہیں۔

اساتذہ کی کمی نے قلیل مدتی اور عارضی (Ad-hod) ملازمتوں کو بڑھاوا دیا ہے۔ جز وقتی لکچرر اور کل وقتی لکچررس کے درمیان کا تناسب سبھی قسم کی جامعات میں ملاکر 0.24 ہے۔ جس میں 0.32 صوبائی جامعات کے لیے اور 0.20 متصورہ جامعات کے لیے ہے۔ صوبائی جامعات میں ہر تین لکچررس میں ایک

جز وقتی یا عارضی لکچرر کی حیثیت سے کام کر رہا ہے جب کہ متصورہ جامعات میں ہر پانچ لکچررس میں ایک اسی زمرے میں آتا ہے۔ اسی طرح کالجوں میں سو لکچررس میں سے 38 جز وقتی لکچررس ہیں۔ سرکاری امداد حاصل کرنے والے کالجوں میں معاہداتی لکچررس کی شرح سب سے زیادہ ہے۔

جائزہ کمیٹی برائے مشاہرہ جات کی رپورٹ نے محسوس کیا:

''کہ مجموعی صورت حال خاصی تشویش ناک ہے۔ جامعات اور کالجوں کے اساتذہ ایک دوسرے سے معاصر ربط اور طلبا سے طبعی و تعلیمی ماحول کی فراہمی کے ساتھ ربط کے ذریعہ علم کی تخلیق اور اس کی توسیع میں مصروف ہیں۔ ضروری ہے کہ یہاں مخلوعہ جائیدادوں کا ایک مناسب حصہ موجود ہو۔ یہ ترجیحی طور پر منظور شدہ جائیدادوں کا پانچ تا دس فی صد ہو۔ گیارہویں منصوبے کے دوران اعلیٰ تعلیم کی توسیع کا پرعزم منصوبہ نامکمل رہ جائے گا اگر اساتذہ کی دستیابی اس کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا نہ کر سکے۔ جائزہ کمیٹی برائے مشاہرہ جات کا یہ بھرپور ایقان ہے کہ پرکشش تنخواہوں اور ملازمتوں کی اچھی سہولتوں کے ذریعہ موجودہ مخلوعہ جائیدادوں کو پر کرنے کی بھرپور کوشش پہلا اور لازمی قدم ہونا چاہیئے۔ خصوصیت سے یہ وہ وقت ہے کہ مختلف ریاستی حکومتوں کو منظور شدہ جائیدادوں پر تقرری کے سلسلے میں ان کی بند مٹھی کی پالیسی کا جائزہ لیا جائے جو مختلف مواقع پر وسائل کی کمی کی شکایت کرتے رہتے ہیں۔ یہ کام خود ان کے اپنے مفاد کے لئے ضروری ہے تا کہ طلب اور رسد کے درمیان پائی جانے والی خلیج کو کم کیا جا سکے۔''

گیارہویں منصوبے نے جامعات اور کالجوں میں تدریسی عملے کے مسائل کی شناخت کی ہے اور قلیل و وسط مدتی حکمت عملی کا آغاز کیا ہے۔ قلیل مدتی حکمت عملی چند اقدامات کی حامل ہے۔ ان میں سبکدوشی کی عمر کو 65 سال تک بڑھانا ہے جیسا کہ وزارت برائے فروغ انسانی وسائل نے پہلے ہی کر دیا ہے۔ صوبائی سطح پر اس کے نفاذ کی امید کی جاتی ہے۔ تا کہ آئندہ پانچ سالوں میں اس مسئلہ کو کسی حد تک حل کر لیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی تدریسی عملے کی تقرری اور خالی جائیدادوں کو صوبوں کے ذریعے پر کرنے پر لگی پابندیوں کو

ہٹانا بھی شامل ہے۔ کئی صوبوں نے ان رکاوٹوں کو دور کیا ہے اور کالجوں و یونیورسٹیوں میں تدریسی جائیدادوں پر تقرری کے سلسلے میں اقدامات کیے ہیں۔ وسط مدتی مرحلے میں کئی اقدامات شامل ہیں۔ ان میں سب سے اہم یہ ہے کہ جامعات اور کالجوں میں باصلاحیت تدریسی عملے کی تیاری کے لئے ایم فل، پی ایچ ڈی اور پوسٹ ڈاکٹرل ریسرچ پروگرام کے تحت ریسرچ فیلوشپ کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ قومی اہلیتی امتحان (NET) کے ذریعہ دی جانے والی فیلوشپ کی تعداد اور رقم میں بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح (NET) کے بغیر دی جانے والی فیلوشپ میں بھی اضافہ کیا جا رہا ہے۔ مثال کے طور پر مرکزی جامعات کے ان تمام ایم فل اور پی ایچ ڈی کے طلبا کو جنہیں فیلوشپ حاصل نہ ہوئی ہو بالترتیب تین ہزار اور پانچ ہزار روپے ماہانہ فیلوشپ دی جا رہی ہے۔ اسی طرح مرکزی اور ریاستی جامعات اور خودمختار کالجوں اور امتیازی صلاحیتوں کے حامل کالجوں میں قائم خصوصی امدادی پروگرام کے مراکز یا شعبوں میں سائنس کے طلبا کو بھی فیلوشپ دی جا رہی ہے۔ دوسری فیلوشپس میں راجیو گاندھی فیلوشپ برائے ایس سی، ایس ٹی طلبا شامل ہے۔ مزید اقدامات میں کوٹھاری پوسٹ ڈاکٹرل فیلوشپ برائے طبعی سائنس اور رادھا کرشنن پوسٹ ڈاکٹرل فیلوشپ برائے سماجی علوم کے نام سے دو پوسٹ ڈاکٹرل فیلوشپ کا آغاز بھی شامل ہے۔

کمیٹی برائے خود اختیاری کی جانب سے سائنس کے شعبے میں بھی خصوصی اقدامات کئے گئے ہیں۔ اس میں پی ایچ ڈی فیلوشپ اور کوٹھاری پوسٹ ڈاکٹرل فیلوشپس شامل ہیں جن کا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کمیٹی برائے خود اختیاری نے ایک ہزار اساتذہ کے لئے Faculty Recharge Scheme بھی شروع کی ہے۔ پی ایچ ڈی، پوسٹ ڈاکٹرل اور ریچارج اسکیم کے ذریعہ وسط مدتی مرحلے میں قابل اساتذہ کی فراہمی ہو سکے گی۔

جائزہ کمیٹی برائے مشاہرہ جات نے مشاہرہ کے بہتر ڈھانچے اور ملازمت کی اچھی کیفیات کے سلسلے میں سفارشات کے ذریعہ باصلاحیت افراد کو پیشہ تدریس کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

ان تمام اقدامات سے یہ امید ہے کہ وسط مدتی مرحلے میں جامعات اور کالجوں میں زیادہ بہتر

اساتذہ کی فراہمی ممکن ہو سکے گی۔

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے جامعات اور کالجوں میں یونیورسٹی نظام سے باہر موجود محققوں، سائنسدانوں اور ماہرین تعلیم کی تدریس و تحقیق میں شمولیت کو بڑھانے کے لئے مختلف اسکیموں کی تجویز رکھی ہے۔ ان میں وہ اسکیمیں بھی شامل ہیں جن کے ذریعے بیرون ملک جامعات میں برسرکار ماہرین تعلیم اور ہندوستان کے موضوعات پر کام کرنے والے بیرونی ماہرین تعلیم کو لچک دار شرائط پر یہاں تدریس و تحقیق کی سرگرمیوں میں شمولیت پر مائل کرنا بھی شامل ہے۔

پالیسی برائے تعین قدر اور منظوری

فی الوقت جامعات اور کالجوں کا تعین قدر اور منظوری رضا کارانہ ہے۔ گیارہویں منصوبے میں اس تعین قدر اور منظوری کو لازمی قرار دینے کی پالیسی کی سفارش کی گئی ہے۔ اس کے پیش نظر یونیورسٹی گرانٹس کمیشن لازمی تعین قدر و منظوری برائے جامعات و کالجز کے آغاز کے لئے ایک طریقۂ کار وضع کر رہا ہے۔ حتمی طور پر UGC نے جامعات اور کالجوں میں باقاعدہ داخلی خود احتسابی اور معیار و بہتری کی نگرانی کے لئے شعبہ برائے احتساب معیار کے قیام کی اسکیم کو منظوری دے دی ہے۔ ان دونوں اقدامات سے جامعات اور کالجوں کے قومی معیار کے قیام میں مدد ملے گی۔

معیار اور مہارت میں ربط

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن معیار اور مہارت کے درمیان فرق کو تسلیم کرتا ہے۔ اس نے اس بات کو بھی تسلیم کیا ہے کہ جامعات اور کالجوں کے نام سے اعلیٰ تعلیم کے جو وسیع ادارے ہیں ان میں معیاری تعلیم کے بغیر مہارت میں اضافہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اگر صرف 9 جامعات اور 100 کالجوں کو مہارت کا اہل تسلیم کیا گیا اور صرف 520 مراکز یا شعبہ جات کی شناخت ان کے مختلف سطحوں کی مہارتوں کی بنا پر کی گئی ہے۔ اس کی وجہ

صرف یہ ہے کہ جامعات اور کالج مطلوبہ تعلیمی اور بنیادی مادی ڈھانچے کی کمی سے دوچار ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ معیار میں اضافے کے لئے تعلیمی اور بنیادی مادی ڈھانچے کو بہتر بنانے کی طرف توجہ دینا بنیادی شرط ہے۔ یہ معیاری اداروں کی موجودگی ہی ہے جو تخلیقیت اور جدت کے نقطۂ نظر سے طلبا اور اساتذہ کے درمیان فوقیت و برتری کی تشکیل اور اس کے تئیں دلچسپی پیدا کرتی ہے۔ محاسن کا نفاذ باہر سے نہیں کیا جاسکتا۔ اچھے معیاری ادارے تخلیقیت اور جدت کے لحاظ سے اعلیٰ محاسن کی افزائش کا سبب بنتے ہیں۔ بہ الفاظ معیار کے بغیر مہارت و برتری میں اضافہ اور اس کی نشو ونما ممکن نہیں ہے۔ کالج اور جامعہ کی سطح پر معیاری تعلیم مہارت میں اضافے کی بنیاد کا کام کرتی ہے۔ جامعہ اور کالج کا نظام تعلیم چند معیاری مراکز/شعبہ جات کے مراکز اختصاص (Centres of excellence) کے طور پر تشکیل کے لئے ایک امدادی میدان فراہم کرتا ہے۔ اگر کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم کے معیار پر کوئی توجہ نہیں دی گئی تو تخلیقیت و جدت کے تعلق سے مہارت میں اضافے کی صلاحیتوں کے امکانات محدود ہو جائیں گے۔

معیار اور شمولیت

معیار کے تعلق سے ایک دوسرے پہلو کو بھی ذہن نشین رکھنا چاہئیے۔ گیارہویں منصوبے میں معیاری تعلیم کی توسیع کو بطور ہدف تسلیم کیا گیا ہے۔ شمولیت کے ساتھ توسیع کے لازمی معانی ان گروپوں کے اندراج میں اضافے کے ہیں جن کا جی ای آر (GER) کم ہے۔ اس خاص ضمن میں کئے گئے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان گروپوں میں درج فہرست ذات، درج فہرست قبائل، جزوی خانہ بدوش، غیر اندراج شدہ قبائل، خواتین، مذہبی اقلیتیں مثلاً مسلمان، نچلی ذاتیں جنہوں نے اسلام قبول کرلیا (ایس سی اور او بی سی مسلمان)، بودھ مذہب (نو بدھ) سکھ مذہب (درج فہرست سکھ) عیسائیت (دلت عیسائی) اور عام غرباء بطور خاص دیہی علاقوں سے تعلق رکھنے والے غرباء شامل ہیں۔

ان طبقات کو معیاری تعلیم فراہم کرنا جو ایسے لوگوں کی بڑی تعداد پر مشتمل ہے جنہیں اعلیٰ تعلیم کے

مواقع کم فراہم ہوتے ہیں' ایک مسئلہ ہے۔ جس کی نشاندہی گیارہویں منصوبے میں کی گئی ہے۔ حالانکہ معیاری تعلیم تک رسائی میں اضافے کے لئے زبان کی مہارتوں اور دوسری صلاحیتوں (ان کے لئے جنہیں ان کی ضرورت ہے) میں اضافے پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ یہ لوگ کالجوں اور جامعات میں اکتساب علم کے مراحل سے خوش اسلوبی کے ساتھ عہدہ برآ ہوسکیں۔ اس لئے ان کے لئے معیار میں اضافے کا پروگرام ضروری ہے۔ معیاری تعلیم کے مسئلہ کو شمولیت کے مسئلہ سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا' گیارہویں منصوبے میں کئی اقدامات کی تجویز پیش کی گئی ہے جن میں ایک دفتر برائے مساویانہ مواقع کا قیام بھی شامل ہے تاکہ ان سماجی طبقات کے لئے تیار کی گئی ان اسکیموں کے تعلق سے کام کیا جاسکے۔ ان اقدامات سے تعلیمی شمولیت کو مساویانہ طور پر ترقی دینے میں مدد ملے گی۔

معیار اور جامعہ و کالج کے انتظامی و تعلیمی نظام میں اصلاح:

اعلیٰ تعلیم کے معیار کو بڑھانے کے لئے دوسرا اہم جزو جامعات اور کالجوں کے نظام تعلیم میں انتظامی و تعلیمی اصلاحات کے سلسلے میں اقدامات کرنا ہے۔ گیارہویں منصوبے میں کالج اور یونیورسٹی کے نظام میں تعلیمی اصلاحات کی ضرورت کی نشاندہی کی گئی ہے۔ مختلف نصابات میں داخلے کے طریقوں میں تبدیلی بھی اس تعلیمی اصلاح کے عمل میں لازمی طور پر شامل ہے۔ اس کے علاوہ امتحان اور جانچ کے طریقوں میں ترمیم و اصلاح کرنا' سالانہ میقات کی جگہ ششماہی میقات کے نظام کو اپنانا' گریڈ اور کریڈٹ کے طریقے کو قبول کرنا۔ اساتذہ کا اندازۂ قدر اور دوسری متعلقہ اصلاحات بھی اس میں شامل ہیں۔

اب یہ بھی تسلیم کرلیا گیا ہے کہ مختلف کورسز میں جہاں تک ہوسکے داخلہ تحریری اور زبانی امتحان کے ذریعہ دیا جائے۔ خاص طور پر ایم فل اور پی ایچ ڈی میں داخلے کے لئے ان امتحانات میں ریزرویشن کے تعلق سے سرکاری پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے شفافیت لائی جائے۔ جہاں تک ہوسکے سالانہ طریقۂ امتحان کی جگہ پر ششماہی میقات کے طریقے کو اختیار کیا جائے کیونکہ اس میں فائدہ بھی ہے اور آج اس کی ضرورت بھی ہے۔

امتحان اور طلبا کے تعین قدر کے طریقے میں بھی تبدیلی ناگزیر ہے۔ یہ محسوس کیا گیا ہے کہ ٹیوٹوریل، مضمون نویسی، سمینار اور پیش کش بذریعہ طلبہ کو اپناتے ہوئے داخلی تعین قدر کیا جائے اور بالآخر تحریری امتحان کے حصے میں کمی لائی جائے۔ اسی طرح کریڈٹ افزائش (Credit accumulation) کے ساتھ کریڈٹ سسٹم کو اپنانے کی بھی ضرورت ہے۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے مختلف جامعات کو ان تعلیمی اصلاحات کی ضرورت کے متعلق تحریر کیا ہے۔ بہت سی جامعات نے ان اصلاحات کا خیر مقدم کیا ہے۔

دیگر اصلاحات

گیارہویں منصوبہ میں اعلیٰ تعلیمی نظام کے دیگر میدانوں میں بھی اصلاحات کی ضرورت کو اجاگر کیا ہے۔ دیگر اہم ترین اقدامات میں نظام الحاق کی اصلاحات، عوامی۔ نجی شراکت کے لیے خاکہ کی تیاری، فیس کے ڈھانچوں کی عقلی توجیہ، متصورہ جامعات کے قواعد، متصورہ جامعات کے داخلوں اور فیس کے ڈھانچوں کی عقلی توجیہ جامعات اور کالجوں کے لیے دیگر ممالک کے جامعات اور اداروں کے ساتھ دوہری سند کے انتظامات کے بلحاظ اشتراک کے قواعد کے خاکہ کی تیاری، کورسوں کا اشتراک، کریڈٹ کی منتقلیاں اور تعلیمی اشتراک وغیرہ شامل ہیں۔ یو جی سی نے ان اصلاحات کے سلسلے میں کئی کمیٹیاں تشکیل دی ہیں۔ ان میں سے بعض کی رپورٹ تو پہلے ہی مکمل ہو چکے ہیں۔

حسب ضرورت تعلیم کا فروغ

گیارہویں پنج سالہ منصوبہ میں حسب ضرورت تعلیم کے فروغ کے لیے کئی اقدامات لیے گئے ہیں۔ اس منصوبے میں تسلیم کیا گیا کہ حسب ضرورت تعلیم کا تعلق صرف طلبہ کو فراہمی علم ہی سے نہیں ہے (جیسا کہ اس وقت پایا جاتا ہے) بلکہ مضمون کے ساتھ منسلک مختلف مہارتوں سے بھی ہے۔ اسی لیے یو جی سی کی اعلیٰ تعلیم کی مختلف سطحوں پر موجودہ نصاب تعلیم پر نظر ثانی کا کام شروع کیا ہے اور اس کے لیے پروفیسر لیش پال کی

نگرانی میں ایک کمیٹی تشکیل دی ہے تا کہ خاکہ تیار کیا جاسکے۔ ووکیشنل اور تکنیکی تعلیم کی توسیع کے ذریعہ مذکورہ میدانوں میں وزارت فروغ انسانی وسائل کی جانب سے زبردست اقدامات کیے جارہے ہیں۔ اس میں 8 جدید آئی آئی ٹیز' 20 این آئی ٹیز' 20 آئی آئی آئی ٹیز' IISERs 3' 7 آئی آئی ایمز اور 2 ایس پی ایز کے علاوہ محروم اضلاع میں جدید پالی ٹکنکس' 500 جدید کمیونٹی پالی ٹکنیک 210 جدید کمیونٹی کالجز کا قیام شامل ہے۔ اس سے عوامی سیکٹر میں موجودہ ووکیشنل اور تکنیکی اداروں میں داخلوں کی گنجائش میں اضافہ ہوگا۔ یو جی سی نے عمومی تعلیم میں کمیونٹی کالج کے تصور کو متعارف کرانے کے بھی اقدامات کیے ہیں۔

بین جامعات مرکز برائے تحقیق' پالیسی و نگرانی اعلیٰ تعلیم (یو جی سی)

یو جی سی کی جانب سے پروفیسر تپس مجمدار کی صدارت میں تشکیل شدہ کمیٹی ایک ادارہ برائے تحقیق' پالیسی اور نگرانی اعلیٰ تعلیم کی سفارش کی ہے۔ کمیٹی نے محسوس کیا کہ ایک وسیع اور دنیا کے سب سے بڑے اعلیٰ تعلیمی نظام کی منصوبہ بندی اور نگرانی میں 450 جامعات' 20 ہزار سے زائد کالجز اور کئی نان ڈگری تعلیمی ادارے شامل ہیں۔ وسیع تر فاصلاتی تعلیمی نظام پورے ملک کے طلبہ کی کثیر تعداد کو خدمات فراہم کر رہا ہے۔ پانچ لاکھ سے زائد اساتذہ اور ایک کروڑ ساٹھ لاکھ کے قریب طلبہ کے لیے مناسب اعداد و شمار اور معلومات اور ہمہ جہت پہلوؤں پر مطالعہ کی سہولیات کی ضرورت ہے۔ مناسب جہت کے ادارے کی عدم موجودگی کے باعث بہترین تیار شدہ حکمت عملیوں اور پروگراموں کی وضع کاری محدود ہوکر رہ گئی ہے۔ یہی وجہ ہے ایک ایسا مذکورہ ادارہ مطلوب ہے۔

دیگر چیزوں کے ساتھ اس بین جامعاتی مرکز کا مقصد یہ بھی ہے کہ اعلیٰ تعلیم کے تمام پہلوؤں پر مبنی ایک اعداد و شمار کا ذخیرہ تیار کرلیا جائے' اس کی مدد سے یو جی سی کی امداد ساز حکمت عملیوں کے جائزہ اور نگرانی میں بھی مدد ملے گی۔ مزید مستقل تحقیق اور تجزیہ کی مدد سے یہ حکمت عملیوں اور اسکیموں کی تیاری اور وزارت کو مشورے و بازرسانی (Feedback) کی فراہمی اور کئی امور میں جامعات اور کالجوں کو مستقل بنیاد پر امداد

فراہم کرے گا۔

اس کے شعبوں میں مالیات' فیس اور قرض' معیار اور امتیازات نصاب کی نگرانی' یکساں مواقع' حکمرانی' امتحان کا نظام' داخلے کے طریقے' نجی شعبہ رول' اعلیٰ تعلیم کا بین الاقوامی جہت اور دیگر متعلقہ امور شامل ہوں گے۔ یہ ایک خودمختار ادارہ ہوگا مگر یو جی سی اور حکومت کو مستقل طور پر تعاون فراہم کرتا رہے گا۔

اختتامی مشاہدہ

میں نے آپ کے سامنے توسیع' شمولیت' معیار اور مطابقت سے متعلق امور کو پیش کیا اور گیارہویں مصنوبے میں ان امور پر کس طرح توجہ دی گئی ہے اس پر بھی گفتگو کی۔ گیارہویں منصوبے کے مرکزی مقصد کا محوراب ''شمولیت' معیار' اور تعلیمی مطابقت کے ساتھ اعلیٰ تعلیم کے داخلوں میں توسیع مع جامعات اور کالجوں کے نظام میں ضروری تعلیمی اصلاحات'' ہے۔ گیارہویں منصوبے نے ایک ایسا طریقۂ کار اور لائحہ عمل وضع کیا ہے جو ہندوستانی اعلیٰ تعلیمی نظام کے مسائل پر خصوصی توجہ مرکوز کرے۔ یہ ضروری ہے کہ انفرادی طور پر ریاستی حکومتیں بھی اس طرح کے اقدامات اپنی متعلقہ ریاستوں کے منصوبوں میں شامل کریں اور داخلوں کا شرح میں اضافہ' ان گروہوں کے لیے یکساں رسائی جن کی اعلیٰ تعلیم تک کم رسائی ہے' معیار سے متعلق امور' حسبِ ضرورت تعلیم اور مختلف تعلیمی اصلاحات کے لیے حکمت عملیوں کو وضع کرنے پر توجہ دیں۔

شکریہ !

انسلاک 1(a)

مجموعی شرح داخلہ 05-2004

دیہی/شہری 05-2004

جملہ	10.84
دیہی	6.74
شہری	19.98

انسلاک 1(b)

مجموعی شرح داخلہ - مرد/ خواتین 5-2004

مرد	12.42
خواتین	9.11

انسلاک 1(c)

مجموعی شرح داخلہ

سماجی گروہوں کے اعتبار سے 05-2004

سماجی گروہ	جملہ
ایس ٹی	6.57
ایس سی	6.52
او بی سی	8.77
دیگر	17.22
جملہ	10.84

انسلاک 1 (d)

آمدنی کی سطح سے مجموعی شرح داخلہ 2004-05

آمدنی کی سطح	جملہ
359.1 سے کم	1.46
359.11 سے 461.14 تک	3.37
461.17 سے 587.33 تک	4.88
587.38 سے 830.44 تک	9.81
830.5 سے زیادہ	27.43
جملہ	10.84

* Comsumption Expenditure as proxy for income

انسلاک 1 (e)

غریب اور جو غریب نہیں ہیں کا مجموعی شرح داخلہ 2000

	سبھی	
	گریجویٹ	جملہ اعلی تعلیم
غریب	1.43	1.68
جو غریب نہیں ہیں	9.75	12.67
جملہ	7.80	10.10

انسلاک (f) 1

سماجی اعتبار سے غریب اور جو غریب نہیں ہیں کا مجموعی شرح داخلہ۔2000

سماجی گروپ	غریب	جو غریب نہیں ہیں
ایس ٹی	1.55	9.70
ایس سی	1.89	6.68
او بی سی	2.30	8.69
دیگر	3.58	19.73
تمام	2.43	12.81

انسلاک (g) 1

گریجویٹ اور اس سے اوپر کا مجموعی شرح داخلہ 2004-05

اوپر		درمیان		نیچے	
جملہ	ریاست	جملہ	ریاست	جملہ	ریاست
13.14	مہاراشٹر	8.77	آسام	3.7	اروناچل پردیش
13.26	جموں اور کشمیر	9.83	گجرات	4.57	میگھالیہ
13.7	ہریانہ	10	کرناٹک	5.32	تریپورہ
14.43	منی پور	10.34	مغربی بنگال	6.13	اڑیسہ
14.73	گوا	10.61	چھتیس گڑھ	6.15	بہار
16.49	اترانچل	10.78	اترپردیش	6.17	سکم
17.12	ہماچل پردیش	10.84	جملہ	7.27	جھارکھنڈ
17.39	پانڈیچری	12.72	آندھرا پردیش	7.3	راجستھان

مدھیہ پردیش	7.46	تمل ناڈو	13.02	کیرالا	18.46
میزورم	7.87	پنجاب	13.09	ناگالینڈ	19.03

Based on NSS Data - Employment and Unemployment Survey 2004-5

انسلاک (h) 1

اہل شرح داخلہ 2004-05

جملہ دیہی و شہری

52.61	جملہ
47.49	دیہی
57.1	شہری

مرد و خواتین

55.63	مرد
48.58	خواتین

سماجی گروہ

سماجی گروپس	جملہ
61.5	ایس ٹی
51.21	ایس سی
50.05	او بی سی
53.9	دیگر
52.61	جملہ